اردو ڈیجیٹل پیپر

کانگریس درپن

روزنامہ

ایڈیٹر: ڈاکٹر سنجئے کمار یادو

سب ایڈیٹر: پروفیسر غلام اصدق

پٹنہ 13 اپریل، جمعرات

بہار بنے گا اپوزیشن اتحاد کا مسکن

(کانگریس درپن) ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، بے روزگاری عروج پر پہنچ رہی ہے، بدعنوانی، گھوٹالے، جمہوریت کا گلا گھونٹنے کے ساتھ، آئینی اداروں کو پالنے کے لیے مرکز کی مودی حکومت کے خلاف لڑائی کو تیز کرنا اور آنے والے 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں بہار کے وزیر اعلیٰ مسٹر نتیش کمار، نائب وزیر اعلیٰ تیجسوی یادو، بہار ریاستی کانگریس کے صدر ڈاکٹر اکھلیش پرساد سنگھ سمیت آر جے ڈی، جے ڈی یو کے سینئر لیڈروں نے کانگریس پارٹی کی قیادت میں منعقدہ میٹنگ میں چٹان اتحاد بنا کر مودی حکومت کا تختہ الٹنے کا عزم کیا۔ بہار پردیش کانگریس کمیٹی کے ریاستی نمائندے اور علاقائی ترجمان پروفیسر وجے کمار مٹھو، سابق ایم ایل اے محمد خان علی، ضلع کانگریس کے نائب صدر رام پرمود سنگھ، بابولال پرساد سنگھ، شیو کمار چورسیا، ادے شنکر پالیت، دھرمیندر کمار نیرالا، بالمیکی پرساد، جگروپ یادو، جتیندر یادو، محمد صمد، اشرف امام، دامودر گوسوامی، ونود اپادھیائے، سوجیت کمار گپتا، راجیش اگروال، وپن بہاری سنہا، کندن کمار، وشال کمار، محمد شمیم، امرجیت کمار، ٹنکو گری وغیرہ نے بتایا کہ بہار ملک کی سیاست، سماجی طور پر یہ سب سے زیادہ زرخیز زمین رہی ہے، جہاں سے اس نے ملک کی جدوجہد آزادی سے لے کر تمام تحریکوں، بڑی بڑی تبدیلیوں میں قائدانہ کردار ادا کیا ہے۔ قائدین نے کہا کہ بہار کی تمام بڑی جماعتوں کے قائدین نے کانگریس پارٹی کے ساتھ قدم بہ قدم ملا کر ملک بھر میں بی جے پی، آر ایس ایس کے ساتھ سخت لڑائی جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا ہے۔ قائدین نے کہا کہ تمام ہم خیال جماعتیں مودی حکومت کے کہنے پر جلد بازی میں راہل گاندھی کی رکنیت ختم کرنے کی لڑائی میں پارلیمنٹ سے لے کر سڑک تک کانگریس پارٹی کی قانونی اور سیاسی لڑائی کی حمایت کر رہی ہیں۔ اڈانی گھوٹالے کی جے پی سی تحقیقات کا مطالبہ جاری رہے گا۔

نتیش کمار اور ملکارجن کھڑگے کے درمیان مثبت ملاقات

تیجسوی اور راہل بھی تھے ساتھ، 2024 کے عام انتخاب سے قبل نظریاتی بنیاد پر حزب اختلاف جماعتوں کا ہوگا اتحاد

نئی دہلی (کانگریس درپن) بہار کے وزیر اعلی نتیش کمار اور نائب وزیر اعلی تیجسوی یادو نے بدھ کے روز نئی دہلی میں کانگریس صدر ملکارجن کھڑگے اور کانگریسی لیڈر راہل گاندھی سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے دوران نتیش کمار کے ساتھ جدیو کے ریاستی صدر للن سنگھ اور تیجسوی یادو کے ساتھ آر جے ڈی کے صدر منوج کمار جھا بھی موجود تھے۔ گھنٹوں چلی اس میٹنگ کے بعد ایک جوائنٹ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کانگریس صدر نے اس میٹنگ کو تاریخی نوعیت کی میٹنگ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس میٹنگ کا اصل مقصد حزب اختلاف کو متحد کرنا اور ایک ساتھ مل کر چناؤ لڑنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کی میٹنگ میں بہت سارے موضوعات پر گفتگو بھی ہوئی اور فیصلے بھی لئے گئے۔ بعدازاں بہار کے وزیر اعلی نتیش کمار نے بھی نہایت سدھے ہوئے لیکن پر اعتماد انداز میں کہا کہ اپوزیشن اتحاد کے سلسلے میں منعقد یہ میٹنگ نہایتبکامیاب رہی اور اب ہم پورے ملک کے حزب اختلاف کو متحد کرینگے۔ ساری پارٹیوں کو ایک ساتھ لے کر چلنا ہمارا مقصد ہے اور ہم اس مقصد میں کامیاب رہینگے۔ میٹنگ میں موجود کانگریس لیڈر راہل گاندھی نے بھی پریس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم نے ایک سلسلے کی شروعات کی ہے جس کے تحت زیادہ سے زیادہ ہمخیال پارٹیوں کو ایک اپوزیشن اتحاد کے طور پر جوڑا جائے گا۔ ہم ہمخیال پارٹیوں کے ساتھ مل کر ایک نظریاتی اتحاد قائم کرینگے اور ملک میں اپنے نظریات کی بنیاد پر اپنی لڑائی لڑینگے۔ راہل گاندھی نے زور دے کر کہا کہ ملک میں سرکاری اداروں پر ہو رہے حملوں کا ہم متحد ہو کر مقابلہ کرینگے۔ نتیش کمار اور کانگریس لیڈر کے درمیان کی اس میٹنگ کا پورے ملک کو انتظار تھا۔ اور گذشتہ دنوں خود نتیش کمار نے پٹنہ میں کسی نامہ نگار کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ کانگریس کو جلد از جلد 2024 کے عام انتخاب کے سلسلے میں اپنے موقف کی وضاحت کر دینی چاہئے۔ یوں تو اپوزیشن کے متحدہ محاذ پر کافی دنوں سے باتیں ہو رہی ہیں لیکن سچائی یہ ہے کہ پہلی بار دو سنجیدہ اور تجربہ کار لیڈروں ملکارجن کھڑگے اور نتیش کمار نے اور موجودہ سیاسی منظر نامہ کے دو قدر نوجوان ستارے راہل گاندھی اور تیجسوی یادو نے للن سنگھ اور پروفیسر منوج کمار جھا جیسے سیاسی مفکروں کے ساتھ مل کر 2024 کی انتخابی حکمت عملی پر گفتگو کی ہے اور جسے خود کانگریسی صدر نے تاریخی میٹنگ قرار دیا ہے۔

نتیش کمار کی دہلی آمد، اپوزیشن اتحاد کی ٹھوس پہل

نئی دہلی (کانگریس درپن) گرمی شدید ہوتی جارہی ہے۔نہ صرف دہلی اوراس کے اطراف میں بلکہ لٹین زون میں بھی ۔آپ کہہ سکتے ہیں کہ لٹین زون تو 2014 کے بعد مسلسل الکشن موڈ میں رہنے کی وجہ سے سیاسی طور پر گرم ہی رہتا ہے۔لیکن اس بات کی تائید کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس گرمی میں اور اضافہ کرنے بہار کے وزیراعلی نتیش کمار دہلی آچکے ہیں۔اور ان کی اس دہلی آمد سے سیاسی پارہ مزید اوپر جا سکتا ہے۔دراصل بات یہ ہے کہ نتیش کمار فی الوقت ایک ایسا سیاسی چہرہ ہیں جنہیں مودی جی کے مقابل رکھ کر بھی دیکھا جارہا ہےاورزیادہ تر سیاسی مبصرین یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ 2024 کے عام انتخاب میں اگر نتیش کمار کونریندرمودی کے مقابلے میں بطور وزیراعظم پیش کر دیا جائے تومودی جی کے 37 فیصد ووٹ شیئر کے مقابلے میں نتیش کمار 63 فی صد ووٹ کے حقدار ہو سکتے ہیں۔یقینا نریندرمودی جی 2014 میں جس عوامی حمایت کے بل پر اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے اس کی بنیاد کانگریس کے خلاف مبینہ کرپشن کے الزامات ہی تھےاور ساتھ ہی آرایس ایس اوراس کی ذیلی تنظیموں کے ساتھ ہی آدھے ہندوستان میں بی جے پی کی مظبوط تنظیم اور کارپوریٹ سیکٹر کے ذریعہ خریدی ہوئی میڈیا بھی تھی۔اوراس سارے ہائی ٹیک ایونٹ کے لئے دھنا سیٹھوں کی بھری ہوئی تجوری اوراس کا کھلا ہوا منہ تھا جومودی جی کو پردھان منتری بنانے کے لئے ایک اشارے کا محتاج تھا۔لیکن ان سب کے باوجود مودی جی 37 فیصد سے آگے نہیں بڑھ سکے کیونکہ ان کے اپنے کردار اور بیک گراونڈ کی تجوری خالی تھی۔جبکہ نتیش کمار آج ملک کے چند سرکردہ ایسے لیڈروں میں ایک ہیں جنہوں نے سیاست کی ابتدائی تعلیم جئے پرکاش نارائن کے تاریخی آندولن سے حاصل کی اور پھر باجپائی کے ساتھ کیبنٹ منسٹر رہ کر یہ ثابت کیا کہ وہ صرف ڈگری والے انجینئر نہیں ہیں بلکہ سیاسی انجینئرنگ کے بھی ٹاپر ہیں۔نتیش کمار کا سیاسی کیرئر نریندر مودی سے طویل بھی ہےاور موثر بھی۔وہ ہندوستانی تہذیب اور آئین ہند کے مضبوط سپہ سالار ہیں۔سادگی ان کا زیور ہے اور بے ایمانی سے ان کا دور دور تک کوئی رشتہ نہیں۔اتنے طویل سیاسی پاری میں نتیش کمار نے اپنے دامن پر بدعنوانی کا کوئی چھینٹا پڑنے نہیں دیا اور نہ انہیں کوئی متعصب کہہ سکتا ہے۔بہار کو ،جہاں وہ ایک طویل عرصے سے وزیر اعلی ہیں آج وہ جس ترقی کے شاہراہ پر لے آئے ہیں اور اسے نشہ مکت بنا دیا ہے وہ ان کا اپنا کارنامہ ہے۔نتیش کمار اور نریندرمودی میں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے کہ جہاں نریندرمودی نے اپنی بیاہتا بیوی سے کنارہ کشی اختیار کرکے یہ پرچار کیا کہ وہ اقربا پرور نہیں ہوسکتے جبکہ نتیش کمار اپنے بھرے پرے

خاندان اور اولاد کی موجودگی کے باوجود یہ ثابت کر چکے ہیں کہ پتر موہ سے زیادہ انہیں دیش اور اس کی جنتا پیاری ہے۔وہ ایک اصول پسند سیاستداں ہونے کی وجہ سے بھی جانے جاتے ہیں جسے کارپوریٹ سیکٹر کی پالتو میڈیا انکی خرابی بتاتی ہے۔لیکن ان کے فیصلہ لینے کی قوت سے موجودہ حکومت بھی تلملا کررہ جاتی ہے۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرات اسی لیڈر کی ہوسکتی ہے جو بے خوف ہو اور جس کو معلوم ہو کہ اس کے مقابل کھڑی ہوئی حکومت کے پاس اس کی کوئی ایسی خفیہ فائل ہو ہی نہیں سکتی جس کو سنگھا کر اس کے پیچھے ای ڈی اور سی بی آئی کو لگایا جاسکے ۔یعنی 2024 میں مودی اینڈ کمپنی کو دعوت مبارزت دینے کی حیثیت کا وہ لیڈر اس بار جب دہلی آیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے اب راجدھانی میں اپنے ہم خیال پارٹی لیڈروں سے اس ایجنڈے کی بات کرنی ہے جس ایجنڈے پر 2024 کا عام انتخاب لڑا جاتا ہے ۔اس سفر میں یقینا ان کی ملاقات کانگریس سے بھی ہوگی کیونکہ وہ بہار میں کئی بار یہ کہہ چکے ہیں کہ کانگریس کو جلد از جلد یہ صاف کر دینا چاہئے کہ 2024 کے عام انتخاب میں اس کا ایجنڈہ کیا ہے۔اور ایسا لگتا ہے کہ کانگریس اعلی کمان تک نہ صرف ان کی بات پہنچ گئی ہے بلکہ وہ نتیش کمار پر بھروسہ کرنے کو بھی تیار ہے۔نتیش کمار اپنے کئی بیانات میں یہ کہہ بھی چکے ہیں کہ نریندر مودی اینڈ کمپنی سے عام انتخاب میں دودو ہاتھ کرنے کے لئے جس محاذ کی ضرورت ہے اس میں کانگریس کا ہونا ناگزیر ہے ۔ویسے بھی بہار میں کانگریس ان کے ساتھ ہے۔نتیش کمار بڑبولے کبھی نہیں رہے جو بولتے ہیں سوچ سمجھ کر بولتے ہیں اور پھر اس پر قائم بھی رہتے ہیں۔ابھی کچھ دنوں پہلے ہی انہوں نے بڑے وثوق سے کہا تھا کہ کانگریس سمیت تمام حزب اختلاف کی پارٹیاں اگر چاہیں تو بی جے پی کو سو سیٹوں کے اندر محدود کیا جا سکتا ہے۔نتیش کمار کے بیان کا یہ تیر بہار سے دہلی تک بہت پہلے پہنچ گیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ بی جے پی کے چانکیہ ان دنوں بہار میں زیادہ ہی سرگرمی دکھا رہے ہیں اور اپنے ہر خطاب میں یہ کہنا نہیں بھولتے کہ نتیش کمار کے لئے بی جے پی کا راستہ بند ہو چکا ہے ۔اس میں کسی بھی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ نریندر مودی خود بھی نتیش کمار سے براہ راست مقابلے کی ہمت خود میں نہیں پاتے ۔ابھی وہ اسی ادھیڑ بن میں ہونگے کہ کسی بھی طرح ان کے خلاف محاذ کی قیادت نتیش کمار کے ہاتھ میں نہ چلی جائے۔اڈانی کے سلسلے میں راہل گاندھی کے سوالات انہیں پہلے ہی نیم جان کر چکے ہیں اور پوری بی جے پی بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔ایسے میں مودی کا بہار سے نکل کر دہلی آنا سیاست کے پارے کو ساتویں آسمان پر پہنچا دینے والا ہے ۔قیاس تو یہی لگایا جارہا ہے ۔ایک باوقار ،تجربہ کار ،دور اندیش ،سماجوادی، سنجیدہ او بی سی، ہندی بیلٹ کا سب سے قدآور لیڈر اگر بہار سے چل کر دہلی آتا ہے اور کچھ کہتا ہے تو اس پر غور بھی کیا جانا چاہئے اور بی جے پی کے خلاف قیادت کے لئے اس سے گذارش بھی کی جانی چاہئے۔

فسادات میں قصوروار ثابت ہونے پر پھانسی قبول: ٹائٹلر

نئی دہلی، کانگریس لیڈر جگدیش ٹائٹلر 1984 کے سکھ مخالف فسادات کے سلسلے میں منگل کو مرکزی تفتیشی بیورو (سی بی آئی) کے سامنے پیش ہوئے اور جانچ ایجنسی نے ان کی آواز کا نمونہ لیا ہے۔مسٹر ٹائٹلر نے سی بی آئی کو اپنی آواز کا نمونہ دینے کے بعد صحافیوں کو بتایا کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔وہ مجرم نہیں ہے اور اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر وہ مجرم ہیں اور ان کے خلاف ثبوت ہیں تو وہ اس کیس میں جیل جانے اور پھندے پر لٹکنے کے لیے بھی تیار ہیں۔جب کانگریس لیڈر سے پوچھا گیا کہ کیا سی بی آئی نے ان کی آواز کی شناخت کے لیے ان کی آواز کا نمونہ لیا ہے، مسٹر ٹائٹلر نے کہا کہ یہ نمونہ سکھ مخالف فسادات کے سلسلے میں نہیں بلکہ ایک اور معاملے میں لیا گیا ہے۔یہ پوچھے جانے پر کہ کیا پل بنگس فسادات کے سلسلے میں ان کی آواز کے نمونے لیے گئے تھے، مسٹر ٹائٹلر نے کہا کہ ان کی آواز کے نمونے سی بی آئی نے سکھ مخالف فسادات کے سلسلے میں نہیں لیے تھے۔ذرائع کے مطابق کانگریس لیڈر پل بنگس علاقے میں 1984 کے سکھ مخالف فسادات کے سلسلے میں اپنی آواز کے نمونے کے ٹیسٹ کے لیے سی بی آئی کے سامنے پیش ہوئے۔

گاندھی خاندان ہمیں اقتدار دو، ورنہ ہم کانگریس پارٹی چھوڑ دیں گ

ے 2014 کے بعد ایسے مہتواکانکشی لیڈروں کی ایک لمبی فہرست بنائی جارہی ہے۔ جو شہنشاہیت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ پنجاب کے سابق وزیر اعلی امریندر سنگھ کشمیر کے سابق وزیر اعلیٰ غلام نبی آزاد جیوترادتیہ سندھیا، جتن پرساد کپل سبل سشمیتا دیو ہاردک پٹیل سنیل جاکھڑ اشونی کمار (جنہیں کبھی 37 سال کی عمر میں کانگریس نے سالیسٹر جنرل بنایا تھا) آر پی این سنگھ جیویر شیرگل کلدیپ بشنوئی منپریت سنگھ بادل جیسے لیڈر پارٹی چھوڑ کر وزیر بننے کے لیے کہیں اور چلے گئے۔ گاندھی خاندان مرکزی اتھارٹی کے ذریعے ملک کی تعمیر کے لیے عوامی خدمت، قربانی، لگن، ایثار، جدوجہد کا نمونہ رہا ہے۔ آزادی سے پہلے تک آزادی کے بعد تک۔ ویسے تو کانگریس کی تاریخ میں 64 بار لیڈروں نے کانگریس سے الگ ہو کر الگ پارٹی بنائی ہے۔ آزاد کشمیر میں نئی پارٹی بنانے والے 65 ویں رہنما ہیں۔ گاندھی خاندان ہمیں اقتدار دو ورنہ وہ پارٹی چھوڑ دیں گے۔ ایسے کانگریسی لیڈروں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ بھارت ملک میں 2014 کے بعد یہ ریل چل رہی ہے۔ سچن پائلٹ کانگریس کے اندر اگلے مہتواکانکشی لیڈر ثابت ہو سکتے ہیں۔ راہل گاندھی پر الزام لگاتے ہوئے زیادہ تر لیڈروں نے استعفیٰ دے دیا۔ کیونکہ راہل گاندھی واحد لیڈر رہیں جو مودی کے غیر جمہوری کنارے سے ٹکراتے رہے ہیں۔ 2014 کے بعد باقی تمام لیڈر مودی حکومت کے کٹھ پتلی یا شہرت یافتہ آدمی ہیں۔ اپنی ہی حکومت کے خلاف بھوک ہڑتال پر بیٹھ کر سچن پائلٹ نے اشوک گہلوت کے ان بیانات کو درست ٹھہرایا جس میں انہوں نے پائلٹ کو بار بار باغی کہا تھا۔ تاہم فی الحال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پائلٹ کے تند و تیز موقف میں بھارتیہ جنتا پارٹی کا مرچ مصالحہ شامل ہے یا

نہیں یا نئی پارٹی کی بنیاد کی اینٹ؟ ہو سکتا ہے کہ یہ غصہ راہل گاندھی کے غصے جیسا ہو جس میں انہوں نے کھلے عام ایک بل کا مسودہ پھاڑ دیا، جب سچن پائلٹ نے کہا کہ میں بھی راہل گاندھی کی طرح بدعنوانی کی مخالفت کر رہا ہوں، وہ اس بات کا ذکر کر رہے تھے کہ ایسا ہی ہوا ہوگا۔ اگر انہیں کانگریس میں رہنا پڑا تو پائلٹ کی پوزیشن اب اور بھی کمزور ہو جائے گی۔ کیونکہ گہلوت نے شروع سے ہی پارٹی کی وفاداری کا تمغہ اپنے پاس محفوظ رکھا ہے۔ سچن پائلٹ کے انشن کے بعد اشوک گہلوت کا وفاداری کا تمغہ مزید چمکے گا۔ حالانکہ سچن پائلٹ بھی اتنے کچے کھلاڑی نہیں ہیں۔ وکٹ میں اپنے ہی بلے کو مار کر آؤٹ ہو جائیں۔ مستقبل کے لیے کچھ بڑا سوچا ہوگا۔ سیاسی مبصرین کہہ رہے ہیں کہ بی جے پی کے کچھ لوگوں نے پائلٹ کو سابق وزیر اعلیٰ وسندھرا راجے کو دور کرنے کے لیے اکسایا ہے۔ حقیقت کیا ہے، یہ تب ہی پتہ چلے گا جب کچھ اور پرتیں کھلیں گی۔ ہونا تو یہ تھا کہ جس طرح دروازے کے دونوں دروازے آپس میں مل کر ایک ہو گئے۔ اسی طرح گہلوت اور پائلٹ کو انتخابات تک متحد ہونا پڑا۔ لیکن یہ نہیں معلوم کہ سیاست میں کب کیا ہوگا، اسکول جانا ہے یا نہیں۔ مہتواکانکشی ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن وہ لوگ جو مہتواکانکشی ہیں۔ آہستہ آہستہ ان کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کہ آپ کو ہر حال میں کامیاب ہونا ہے۔ اور پھر مہتواکانکشی،، کسی رشتے پر یقین نہیں رکھتا۔ یہاں رشتے کا مطلب یہ ہے کہ جیوترادتیہ سندھیا جو راہل گاندھی- پرینکا گاندھی کے درمیان بھائی کی طرح بیٹھتے تھے، آج مودی-شاہ کے پیچھے کھڑے لیڈر بن گئے ہیں۔ جس پر مدھیہ پردیش کے وزیر اعلی شیوراج سنگھ چوہان بھی توجہ نہیں دے رہے

ہیں۔ سچن پائلٹ بھی راہل گاندھی اور پرینکا گاندھی کے پسندیدہ لیڈروں میں شامل ہیں۔ پھر بھی، راج بھوگ کے لیے اس قسم کی حرکت ناشائستہ ہے۔ ایسا لیڈر بھی فاسٹ پروگرام میں اسٹیج کے پیچھے نظر آیا جس نے کئی بار عوامی فورمز سے محترم سونیا گاندھی اور راہول گاندھی

کی مذمت کی ہے۔ لہذا، کانگریس پارٹی کے مفاد میں، اگر ہم پارٹی کے سچن کا رویہ یقینی طور پر کہیں، یا اگر ہم سیاست کی گہرائی سے کہیں، تو پائلٹ نے جلدی...... ایسا نہ ہو کہ سچن بھی گاندھی خاندان سے اقتدار حاصل کرنے کے لیے کانگریس چھوڑ دیں۔

بی این ایم یو میں مذاکرہ پروگرام جمعہ کو , بی این ایم یو، مدھے پورہ کے زیر اہتمام جمعہ کو بھارت رتن ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کے یوم پیدائش کے موقع پر۔ 12:30 بجے سے موجودہ تناظر میں ڈاکٹر امبیڈکر پر ایک مباحثے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جس کی صدارت وائس چانسلر پروفیسر آر کے پی رمن کریں گے۔ وائس چانسلر پروفیسر آر کے پی رمن کے حکم کے مطابق رجسٹرار ڈاکٹر مہر کمار ٹھاکر نے تمام عہدیداروں، اساتذہ، ملازمین اور طلبہ سے پروگرام میں شرکت کی درخواست کی ہے۔

بیگوسرائے میں انڈین نیشنل اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن کی میٹنگ

بیگوسرائے کانگریس کے نورائے آئی سی سی ممبر، سابق ضلع صدر ابھے کمار سرجن نے انڈین نیشنل اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن کے رہنماؤں کو گاندھی آشرم میں مدعو کیا اور ایک مکالمے کا پروگرام کیا۔ جی ڈی کالج یونٹ کے صدر راجیش کمار، سکریٹری شوبھانگی کماری، سوپنل سونو، پون گاندھی، بلرام کمار، سارتھک کمار، پرنس کمار، یوبا لیڈر گوپال کمار نے کالج سے متعلق کئی موضوعات پر تفصیل سے بات کی۔ سب نے ایک آواز میں دنکر وشو ودیالیہ کھولنے پر اصرار کیا۔ آن لائن داخلہ کے عمل میں ضلع کی طالبات جی ڈی کالج، کوآپریٹو کالج، ویمنس کالج میں تعلیم سے محروم ہیں۔ ان کے لیے مقامی کوٹہ طے کرنے کے لیے مرحلہ وار تحریک چلانے کی بات سامنے آئی۔ طلبہ کے خطاب کے بعد سرجن جی نے کہا کہ وفادار بنو اور طلبہ کے مفاد میں پارٹی کے مفاد میں لڑو، ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم دنکر یونیورسٹی کے لیے لڑیں گے۔ آپ کا کام زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو پارٹی سے جوڑنا ہے، طلبہ کے مفاد کی انتہائی پیچیدہ تحریک میں جو مشکل آئے گی اس کے لیے ہم فرنٹ لائن میں کھڑے ہوں گے۔ بہار پردیش کانگریس کمیٹی کے رکن رام ولاس سنگھ نے کہا کہ جب بھی کانگریس-این ایس یو آئی نے اقتدار سنبھالا ہے- ملک میں اقتدار کی تبدیلی آئی ہے۔ ممبر جوڑی ششی شیکھر رائے نے اپنی جوشیلی تقریر سے نوجوانوں کو مسحور کر دیا۔ یوبا سمواد کو کانگریس کے سینئر لیڈر رام چندر سنگھ، راج دیو سنگھ، مٹیھانی بلاک صدر راما نوج کنور، سٹی کانگریس صدر برجیش کمار پرنس، سابق ضلع سکریٹری رنجیت کمار کھیا، سوشل میڈیا سیل کے ضلع صدر کشمیش کمار نے بھی خطاب کیا۔ نوجوان لیڈر وکرم کمار نے میٹنگ کی نظامت کی۔

بی پی منڈل کی برسی کے موقع پر خراج عقیدت اجلاس جمعرات کو

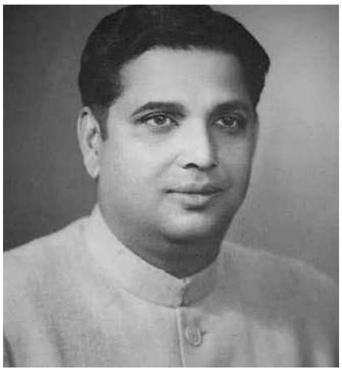

ٹھاکر پرساد کالج مدھے پورہ کے شعبہ نفسیات میں نیشنل سروس اسکیم اور ہیلتھ سینٹر کے زیر اہتمام جمعرات کو بی پی منڈل کی برسی کے موقع پر دوپہر 15:12 بجے سے خراج عقیدت پروگرام کا کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پرنسپل ڈاکٹر کیلاش پرساد یادو پروگرام کی صدارت کریں گے۔ سائیکالوجی کے شعبہ کے سربراہ ڈاکٹر شنکر کمار مشرا اور فلسفہ کے شعبہ کے سربراہ ڈاکٹر سدھانشو شیکھر شکریہ کی رسم ادا فرمائیں گے۔

13 اپریل، جلیانوالہ باغ قتل عام کی یادگاری دن، بیساکھی کا وہ دن آج بھی زخموں کے نشان تازہ کرتا ہے: انجینئر محی الدین خان

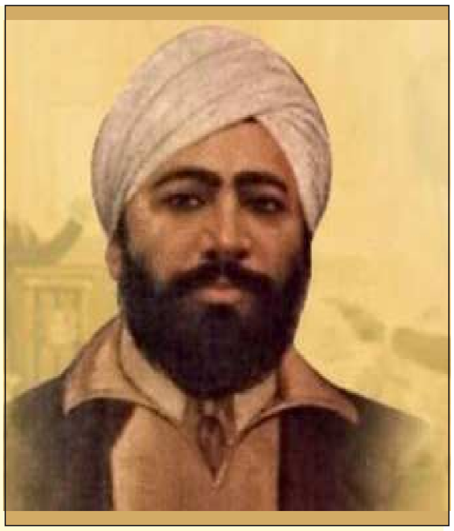

کانگریس درپن)اس دن 13 اپریل 1919 کو پنجاب کے شہر امرتسر میں جلیانوالہ باغ نامی جگہ پر انگریز فوجیوں نے صرف 10 منٹ میں 1650 راؤنڈ گولیاں برسائیں...موقع تھا انگریزوں کی جابرانہ پالیسی، رولٹ ایکٹ اور ستیہ پال اور سیف الدین کی گرفتاری کے خلاف میٹنگ یہاں بیساکھی کے موقع پر کچھ لوگ اپنے اہل خانہ کے ساتھ میلہ دیکھنے بھی پہنچے تھے، اس موقع پر انگریزوں نے کئی ہندوستانیوں پر اندھا دھند فائرنگ کی، حادثے میں کئی خاندان تباہ ہو گئے۔ کئی بچے اپنی ماں سے بچھڑ گئے۔ بچے ہوں، عورتیں یا بوڑھے، انگریزوں کے ہاتھوں بے شمار بے گناہ لوگ قربان ہوئے۔ آج اسی شہادت کی 104 ویں برسی ہے۔ جسے ہم جلیانوالہ باغ قتل عام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس دن جلیانوالہ باغ میں انگریزوں کی جابرانہ پالیسی، رولٹ ایکٹ اور ستیہ پال اور سیف الدین کی گرفتاری کے خلاف ایک میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ تاہم اس دوران شہر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ اس کرفیو کے درمیان ہزاروں لوگ جلسے میں شرکت کے لیے پہنچے تھے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو بیساکھی کے موقع پر اپنے اہل خانہ کے ساتھ وہاں میلہ دیکھنے گئے تھے، جب برطانوی حکومت نے جلیانوالہ باغ میں اتنے لوگوں کا ہجوم دیکھا تو وہ چونک گئے۔ برطانوی حکومت نے محسوس کیا کہ ہندوستانیوں کے ذہنوں میں کہیں 1857 کے انقلاب کو دہرانے کی کوئی منصوبہ بندی نہیں ہو رہی ہے۔ برطانوی حکومت نے سوچا کہ ایسی صورتحال آنے سے پہلے تمام ہندوستانیوں کی آواز کو کچل دیا جائے اور برطانوی حکمرانوں نے جرائم کی تمام حدیں پار کر دیں۔ اس دن 5000 ہندوستانیوں پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی، جب کہ جنرل ڈائر نے اپنے 90 برطانوی فوجیوں کے ساتھ جلیانوالہ باغ کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے وہاں موجود لوگوں کو خبردار کیے بغیر فائرنگ شروع کر دی۔ جنرل ڈائر کو جلیانوالہ باغ کا مجرم سمجھا جاتا ہے۔ برطانوی فوجیوں نے صرف 10 منٹ میں کل 1650 گولیاں چلائیں۔ اس دوران جلیانوالہ باغ میں موجود لوگ اس گراؤنڈ سے باہر نہ نکل سکے، کیونکہ باغ کے چاروں طرف مکانات بنے ہوئے تھے۔ باہر نکلنے کے لیے صرف ایک تنگ راستہ تھا۔ فرار کا کوئی راستہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگ وہیں پھنس گئے۔ کنواں لاشوں سے بھرا ہوا تھا۔ انگریزوں کی گولیوں سے بچنے کے لیے لوگ وہاں موجود واحد کنویں میں کود گئے۔ کچھ عرصے میں کنواں بھی لاشوں سے بھر گیا۔ جلیانوالہ باغ میں شہید ہونے والوں کی صحیح تعداد آج بھی معلوم نہیں ہو سکی تاہم ڈپٹی کمشنر آفس میں 484 شہداء کی فہرست موجود ہے جب کہ جلیانوالہ باغ میں 388 شہداء کی فہرست موجود ہے۔ برطانوی حکومت کی دستاویزات میں 379 ہلاک اور 200 زخمی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ تاہم اعداد و شمار کے مطابق برطانوی حکومت اور جنرل ڈائر کے اس قتل عام میں 1000 سے زائد لوگ شہید اور 2000 سے زائد ہندوستانی زخمی ہوئے۔ شہید ادھم سنگھ نے جلیانوالہ باغ کے قتل عام کا بدلہ لیا، انگلستان جا کر جنرل ڈائر کو گولی ماردی ادھم سنگھ 13 مارچ 1940 کو جلیانوالہ باغ کے قتل عام کا بدلہ لینے لندن گئے۔ وہاں اس نے کیکسٹن ہال میں ڈائر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ ادھم سنگھ کو 31 جولائی 1940 کو پھانسی دی گئی۔ اتراکھنڈ کا ادھم سنگھ نگر ان کے نام پر ہے۔ جلیانوالہ باغ کا قتل عام ہندوستان کی تاریخ کا ایک ایسا واقعہ ہے جسے سن کر ہر ہندوستانی کا خون کھول اٹھتا ہے۔ غلام ہندوستان کی تاریخ کے اوراق پلٹنے پر خون اور آنسوؤں سے لکھی گئی جرائم کی داستان آج بھی تازہ ہے۔

اساتذہ تقرری کے حکومت بہار کا فیصلہ خوش آئند، امیدوں کو گمراہ ہونے ضرورت نہیں: سریس پرساد یادو

(کانگریس درپن) بہار کابینہ کی طرف سے ٹیچر ریکروٹمنٹ رولز 2023 کے پاس ہونے سے بہار کے تربیت یافتہ نوجوانوں میں ایک نئی توانائی آگئی ہے، ان تمام مطالبات کو قواعد میں شامل کیا گیا ہے، جن کا ٹیچر امیدواروں کی طرف سے مسلسل مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ ٹیچر امیدواروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بہار کابینہ کی طرف سے منظور کیے گئے قوانین کی اس کے لیے مخالفت کی جا رہی ہے۔ اساتذہ امیدوار کو اس طرح کی الجھنوں میں نہیں پھنسنا چاہیے اور بی پی ایس سی کے ذریعے ہونے والے سپر ٹیسٹ کے لیے دل و جان سے تیاری کرنی چاہیے۔ لہٰذا حکومت کا

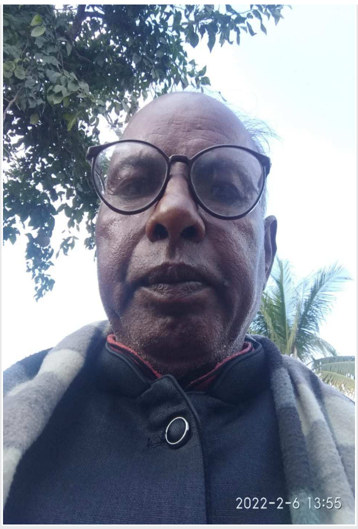

یہ فیصلہ خوش آئند ہے۔ سریش پرساد یادو، صدر مندر ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ براہت، شریک صدر بہار پردیش انڈین کانگریس بریگیڈ۔

دی بھاگلپور کوآپریٹو بینک کے چیئرمین کے عہدہ پر دوسری بار الیکشن جیتنے کے لیے امرپور کے سابق ایم ایل اے امیدوار جیتندر سنگھ کو مبارکباد و لامحدود نیک خواہشات، سریش پرساد یادو۔

بھوجپور ضلع یوتھ کانگریس صدر محترمہ شیلا دیوی بھوجپور کے نوجوانوں کے ساتھ مشعل جلوس میں شریک ہوئیں

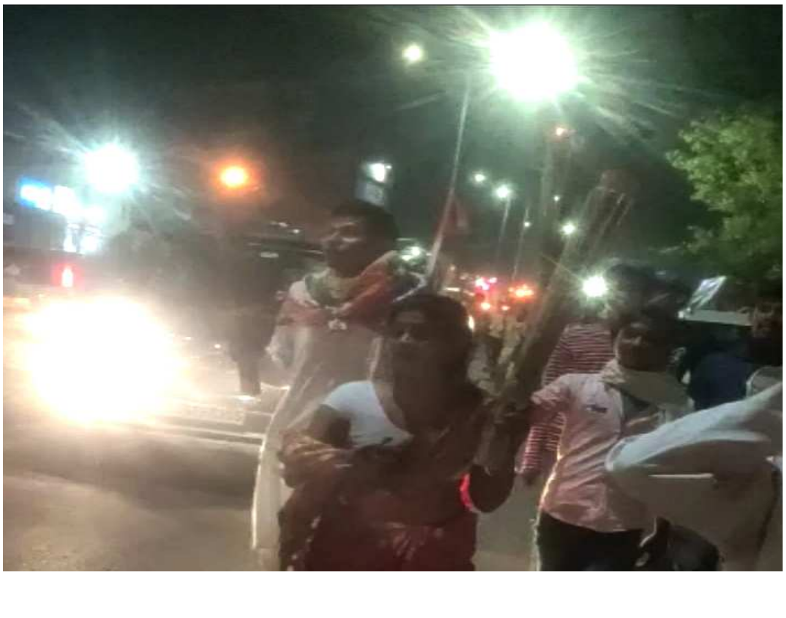

شریمتی سشیلا دیوی نے بھوجپور ضلع کے سینکڑوں نوجوانوں کے ساتھ پٹنہ میں نکالے جانے والے مشعل بردار جلوس میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ قومی صدر سری نواس بی بی جی کی قیادت میں ہم نوجوان قدم سے قدم ملا کر چل رہے ہیں، یہ جمہوریت کی مشعل ہے، آمرانہ حکومت اسے بجھا نہیں سکتی ہے۔ ان کے ساتھ ضلع جنرل سکریٹری سنیل کمار، ارڑا بلاک صدر چندن کمار، ضلع سکریٹری اومیش شرما، رنجیت رائے اور بڑی تعداد میں نوجوان خواتین اور نوجوان لیڈران موجود تھے۔

اروناچل بنا، راجیو کے ارادوں سے

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ 56 انچ کا سینہ کیا ہے؟

معاملہ زیادہ پرانا نہیں ہے۔ چین ایک بار پھر آنکھیں دکھا رہا تھا، 1962 کی گنتی ہو رہی تھی۔ اسے 1967 کی یاد دلانے کی ضرورت تھی۔ یہ 1986 کی بات ہے اور اس وقت بند اس بندہ ہندوستان کے تخت پر بیٹھا تھا۔ نام تھا راجیو.. سرحد پر دو قدم آگے، ایک قدم پیچھے رہنا چین کی پالیسی رہی ہے۔ اس کا طریقہ فریب ہے، میٹھی زبان ہے، ذہنی دباؤ ڈال کر فوج کو آگے بڑھانا ہے۔ 1949 سے اس کے پیچھے ڈریگن کا صرف ایک ہی مقصد تھا- اکسائی چن کو بچانا۔ اکسائی چن سے گزرنے والی شاہراہ کاشغر-سنکیانگ اور بیجنگ کو جوڑنے والی نال ہے۔ CPEC اور پاکستان جانے والی شاہراہ قراقرم بھی یہیں سے نکلتی ہیں۔ چاؤ نے 59 میں یہ تجویز پیش کی- نیفا آپ کو قبول کرتا ہے، اکسائی چن ہماری قبول کرتا ہے۔ نہرو نرم مزاج تھے، لیکن انہوں نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ وزیر خارجہ واجپائی کو بھی یہی تجویز ملی، لیکن کچھ غلط کر سکتے تھے کہ حکومت چلی گئی۔ چین نے دوبارہ حکومت میں آنے والی اندرا کو یہ کہنے کی ہمت بھی نہیں کی۔ لیکن اب اندرا وہاں نہیں تھی۔ یہ راجیو کا دور تھا۔ پھر وہی آفر آئی۔ جب انہیں ٹھکرا دیا گیا تو چین نے نیفا میں سرگرمیاں بڑھا دیں۔ ہر روز ان کا اجتماع سرحد پر آگے بڑھتا تھا، ہمیں گشت سے روکتا تھا۔ راجیو نے ملک سے کہا- "نہ کوئی داخل ہوا ہے اور نہ ہی کوئی داخل ہوا ہے"۔ نہیں، ایسا نہیں کہا۔ اس نے فون اٹھایا, ایسٹرن کمانڈ کے میجر جنرل جی نے حکم کی تعمیل کے لیے خچر منگوائے۔ آرمی چیف سندر جی سے 1200 خچر مانگے۔ اس آدمی کے کمانڈر سے خچر پوچھا گیا جو ہندوستان کو مسافروں کے دور میں لے جا رہا تھا۔ چین کی سرحد پر دونوں اطراف بھاری ساز و سامان اور توپ خانے کا استعمال نہیں کرتے۔ یہ باہمی معاہدے ہیں۔ تو خچر مانگا گیا، خچر نہیں دیا گیا۔ بالکل نہیں دیا گیا۔ روسی ساختہ ہیوی لفٹ ہیلی کاپٹر دیے گئے۔ اس میں بم، بندوقیں، بڑی بندوقیں، سپاہی، راشن، قلعہ سازی کے لیے اسی طرح کا سامان بھرا ہوا تھا اور تواننگ سے 90 کلومیٹر آگے ان پہاڑیوں میں اڑتا تھا، جہاں چین ہمیں گشت کرنے سے روکتا تھا۔ فوج کو روکنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ مشن واضح تھا، میک میہن لائن کے مطابق ان پہاڑیوں پر قبضہ کرنا جو ہماری تھیں۔ ہم وہی لیں گے جو ہم دعوی کرتے ہیں!!! ایئر لفٹ کی تاریخ 18 سے 20 اکتوبر۔ چینی حملہ 1962 کا ہے۔ فلمی دنیا میں اسے اسٹائل کہتے ہیں۔ چینی فوج کو اس انداز کی جرات کی توقع نہیں تھی۔ اچانک ایک بڑا علاقہ ہاتھ سے نکل گیا۔ بھارت بغیر کسی جانی نقصان کے جیت گیا، اور چین کو شکست ہوئی۔ چین کو غصہ آ گیا، سفارت کاری گرم ہونے لگی۔ چینی رہنما لال لال آنکھیں دکھانے لگے۔ تنزلی کا دباؤ تھا۔ راجیو مسکرایا۔ مشرق کی طرف ایک بوسہ پھینکا اور کہا- اسے اکھاڑ دو۔ اور نیفا کا نام اروناچل رکھا گیا۔ طلوع آفتاب کی سرزمین۔ اور اروناچل پردیش کو ہندوستان کی مکمل ریاست کا درجہ دے دیا گیا!! دوسری دھڑکن!! تو اب نیفا کے لوگ بھارت کے رہنے والے تھے۔ مکمل ہندوستانی پاسپورٹ کے ساتھ۔ وہ اپنی ریاستی حکومت بنانے کے بعد آئین ہند کا حلف لے رہے تھے۔ مزید کہو.. ہندوستان کے اس فوجی آپریشن میں جنرل سندر جی کا کردار وہی تھا جو 71 میں سام مانیک شا کا تھا۔ جنرل جی نے وہی کیا جو جنرل جیکب نے 71 میں کیا تھا۔ سام، سندر جی، حمید، شیطان سنگھ، سومناتھ شرما، ارجن سنگھ، جیکب اور جگجیت سنگھ اروڑہ اس وقت بھی اس ملک کی فوج میں تھے اور آج بھی ہیں۔ اگر نہیں تو ملک کی اونچی کرسی پر اندرا جیسی اونچی ناک، یا راجیو جیسی مضبوط مسکراہٹ۔ چائنیز کالونی 56 انچ کے فلمی سینے پر قائم کی جا رہی ہے۔ لیڈر گوئی آیا نہ کوئی گھساؤ" کے نعرے لگا رہے ہیں۔ وہ 1962 اور 1959 کی کہانیاں نکال کر نہرو کی جھجک میں اپنا چہرہ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خونی بزدل لوگ..!! جب کوئی بھی حکومت چین کے خوف سے پریشان ہو تو پوری کابینہ کو بیٹھ کر 1986 کے "آپریشن فالکن" کی کہانی سننی چاہیے۔ کیونکہ بہادری کے قصے سن کر دل کا خوف کم ہو جاتا ہے، ہمت بندھ جاتی ہے۔ لیکن کیا یہ کہانیاں 56 انچ کے چپے چپے سینے میں ہمت بھر سکتی ہیں؟ معلوم کریں، اور اس کہانی کو کاپی کریں اور اس حکومت کے پیادوں اور عقیدت مندوں کو بھیجیں۔ انہیں بتائیں کہ 56 انچ کا سینہ ایسا ہوتا ہے۔

ملک آئین کے تحت چلتا ہے نہ کہ کسی ذات، عقیدے کے تحت: راکیش رانا

(کانگریس درپن) جئے بھارت ستیہ گرہ یاترا پروگرام کے تحت آج دھنولتی اسمبلی حلقہ کے جونپور تھاتوڑ بلاک آڈیٹوریم میں بلاک کانگریس کی میٹنگ بلاک صدر سریندر سنگھ راوت کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ ضلع کانگریس کمیٹی ٹھری گڑھوال کے صدر راکیش رانا، ریاستی کانگریس جنرل سکریٹری منموہن سنگھ ملہ، خواتین کانگریس کی ضلع صدر محترمہ آشا راوت، ریاستی نائب صدر مسز بسنتی بھارتی، پی سی سی رکن جوت سنگھ راوت اکھلیش اونیال بلاک صدر گمبھیر سنگھ نیگی مہمان خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ میٹنگ سوریہ پال سنگھ پوار کے درشن لال نوتیال اندر دیوڈوول ضلع دیویندر سنگھ رانا کی موجودگی میں مکمل ہوئی۔ مذکورہ پروگرام میں ضلع کانگریس کمیٹی ٹھری گڑھوال کے صدر راکیش رانا نے کہا کہ کوئی بھی ملک آئین کے تحت چلتا ہے، آئین میں ہر ذات، ہر طبقے، ہر مذہب کے لوگوں کو برابر کا مقام دیا گیا ہے، لیکن آج بی جے پی ملک کو تباہ کر رہی ہے۔ ذات پات اور مذہب کے نام پر کانگریس کو توڑنا چاہتے ہیں راہل گاندھی ملک کے ہر طبقے کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور کانگریس کا آئین یہی کہتا ہے۔ بی جے پی کے لوگوں نے گزشتہ انتخابات میں طرح طرح کے دلکش وعدے کیے تھے لیکن آج زمین پر کچھ نہیں ہے، صرف لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے اور نئے نئے نعرے دیے جارہے ہیں۔ ریاستی جنرل سکریٹری منموہن سنگھ مالا اور اکھلیش اونیال نے کہا کہ دھنولتی اسمبلی ترقی میں بہت پیچھے رہ گئی ہے، پچھلے 15 سالوں سے بجلی، سڑک اور پانی کی حالت بہت خراب ہے، ریاست میں بے روزگار نوجوان گھر گھر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ریاستی ممبر جیوت سنگھ راوت بلاک صدر سریندر سنگھ راوت نے کہا کہ دھنولتی اسمبلی کے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ہم نے اپنے علاقے کو کس طرح لوگوں کے ہاتھ میں دے دیا، آج یہاں کی ترقی گاؤں میں ٹھپ ہو کر رہ گئی ہے، کرپشن لے رہی ہے۔ گھر جل یوجنا میں جگہ۔ مہیلا کانگریس کی ضلع صدر آشا راوت اور بسنتی بھارتی نے کہا کہ آج ریاست میں خواتین محفوظ نہیں ہیں، انکیتا بھنڈاری اس کی سب سے بڑی مثال ہے، آج بھی انکیتا بھنڈاری کے اہل خانہ کو انصاف نہیں ملا، حکومت نے بہت زیادہ کرپشن کی ہے۔ گورا دیوی کنیا دھن یوجنا میں۔ اس موقع پر ضلع کانگریس کے صدر راکیش رانا ریاستی جنرل سکریٹری منموہن مالا، مہیلا کانگریس کی ریاستی نائب صدر مسز بسنتی بھارتی ضلع صدر محترمہ آشا راوت پی سی سی ممبران اکھلیش اونیال، جودھ سنگھ راوت، سریندر راوت، درشن نوتیال، ضلع کانگریس جنرل سکریٹری دیویندر سنگھ رانا شریپال اور دیگر موجود تھے۔ مذکورہ پروگرام میں پنوار، گمبھیر سنگھ نیگی جی سکلانہ صدر، وجے سنگھ گوسائیں، مہیپال راوت، اندرا دیو ڈوول، نند کشور نوتیال، دنیش راوت، ہرپھول وشکرما، سمن بھارتی، امیت بدیادی، آدتیہ کوہلی، لچھمن کمار، موہت نوتیال،، محبت سنگھ، مہیپال پنوار، سریش چوہان، بنستی بھارتی، منوج گوڑ سمیت کانگریس کے لوگوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔

جہان آباد اسمبلی حلقہ کے رتنی بازار گاؤں کے رہنے والے سوریہ دیو یادو کی بے وقت موت کی خبر سن کر کانگریس لیڈر اور کرتھا بلاک صدر رام ونے سنگھ یادو نے سوگوار خاندان سے ملاقات کی اور تسلی دی۔

کسان مخالف بیان دینے پر بی جے پی لیڈر راجے چندراکر کا پتلا جلایا گیا

رائے پور/ بلاس پور (کانگریس درپن) کسانوں کے اعزاز میں چھتیس گڑھ کسان کانگریس اتری میدان میں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق کسان کانگریس چھتیس گڑھ نے پوری ریاست میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے خلاف بلاک سے لے کر ریاستی ہیڈ کوارٹر تک دھرنا دیا۔ رائے پور اور بھارتیہ جنتا پارٹی چھتیس گڑھ کے چیف ترجمان اجے چندراکر کا پتلا جلایا گیا، بلاسپور کے پروگرام کی قیادت آل انڈیا کسان کانگریس کے قومی جنرل سکریٹری اور چھتیس گڑھ کے انچارج آنریبل آرسی پانڈے اور چھتیس گڑھ کے ریاستی جنرل سکریٹری مسٹر راجہ نے کی۔ اکل حسین، اور رائے پور کے پروگرام کی قیادت کسان کانگریس کے ریاستی صدر عزت مآب رام ولاس ساہو نے کی،ان کے حلیف کے طور پر کسان کانگریس کے جنرل سکریٹری انچارج گوری شنکر پانڈے، رائے پور کا پروگرام امبیڈکر چوک، رائے پور میں منعقد ہوا، جس میں سینکڑوں کسانوں نے شرکت کی۔ ضلع رائے پور کے امبیڈکر چوک پر جمع ہوئے اور بھارتیہ جنتا پارٹی اور بی جے پی کے ترجمان اجے چندراکر کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے جی کا پتلا جلایا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کسان کانگریس کے ریاستی صدر رام ولاس ساہو نے کہا کہ جب سے چھتیس گڑھ میں بھوپیش بگھیل کی حکومت آئی ہے، اس سے کسانوں کی زندگی میں خوشحالی آئی ہے، اس نے پہلے کسانوں کے قرضے معاف کیے اور پھر پانچ تک کے بجلی کے بل کو معاف کیا۔ 2500 روپے کی امدادی قیمت پر دھان خریدا اور اب 15 کوئنٹل کے بجائے 20 کوئنٹل فی ایکڑ کے حساب سے دھان خریدنے کا فیصلہ کیا ہے، جس کا کسان کانگریس خیر مقدم کرتی ہے۔ کسان کانگریس کے ریاستی جنرل سکریٹری نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کسانوں کی بھلائی برداشت نہیں کرسکتی، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے پہلے 15 سال کے دور حکومت میں کسانوں کا بہت استحصال کیا۔ کوئنٹل بونس دینے کا وعدہ کیا، لیکن اس نے وعدہ پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے کسانوں کی معاشی حالت فاقوں تک پہنچ گئی اور جب کسان مدد کی درخواست لے کر وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ پہنچے تو رمن سنگھ نے ان کی کوئی مدد نہیں کی، کسانوں کے سامنے خودکشی کرلی۔ رہائش اور اب بھوپیش راج کے تحت کسان خوش ہو رہے ہیں، ان کی طویل انتظار کی مانگ کو پورا کرنے کے بعد، چھتیس گڑھ کے وزیر اعلیٰ بھوپیش بھیا نے 20 کوئنٹل فی ایکڑ کے حساب سے دھان خریدنے کا فیصلہ کیا، ایسے کسان دشمن کو ریاست کے کسان اور عوام سبق سکھائیں گے۔ بی جے پی جو آنے والے اسمبلی انتخابات میں احتجاج کر رہی ہے۔ مذکورہ پروگرام میں بنیادی طور پر ریاستی کسان کانگریس کے ریاستی جنرل سکریٹری یوگیندر شرما، سکریٹری لال یادو یندر سنگھ بگھیل، ضلع جنرل سکریٹری دیپک سنگھ، ضلعی ترجمان وکاس، ضلع سٹی نائب صدر جتیندر پاٹھک، ضلع جوائنٹ جنرل سکریٹری کلدیپ سنگھ بھلا، بلاک صدر اور دیگر موجود تھے۔ مذکورہ پروگرام میں اتر ودھان سبھا انوراگ گپتا جی سمیت سینکڑوں ریاستی، ضلع، بلاک کسان کانگریس کے عہدیداران اور کسان کارکنان موجود تھے۔

جس صنعتکاروں اور سرمایہ داروں کے ساتھ میرے تعلقات قائم ہوں گے، وہ دن میری سیاست کا آخری دن ہوگا - امرجیت بھگت سرگوجا

پروگرام منعقد کیا، اس کیمپ کو اظہار تشکر ریلی میں تبدل کردیا گیا۔ اس پروگرام میں علاقائی ایم ایل اے اور کابینہ وزیر امرجیت بھگت بٹولی کے ضلع پنچایت چوک سے پروگرام کے مقام تک پیدل چل کر پروگرام کے مقام پر پہنچے۔ آنگن واڑی کارکنان، کوٹوار، چوکیدار، گاؤں کے پٹیل اور بڑی تعداد میں گاؤں والے یہاں موجود تھے۔ جلسہ گاہ میں 24 بے روزگاروں کو ایمپلائمنٹ الاؤنس اور 2500 روپے کے چیک کی منظوری کے احکامات دیئے گئے۔ شکریہ کے پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے کابینی وزیر اور ایم ایل اے امرجیت بھگت نے کہا کہ کانگریس نے آج تک جو کچھ کیا ہے، وہ کانگریس نے ہی کیا ہے۔ کورونا کے دور سے سب کو مفت چاول فراہم کیے جا رہے ہیں اور اگلے دو سال تک دیئے جائیں گے۔ جب گھر والوں نے مریض کا ساتھ نہ دیا، گاؤں والوں نے لواحقین کا ساتھ نہ دیا تو ہم نے مفت چاول، ادویات اور دیگر سہولیات فراہم کیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہورہی ہے کہ بھوپیش بگھیل کی حکومت نے عام لوگوں کے لیے، عام شہریوں کے لیے وہ تمام کام کیے ہیں، جو آج تک کسی نے نہیں کیے ہیں۔ امرجیت بھگت نے مزید کہا کہ جس دن میں سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کے سامنے سر جھکا دوں گا اس دن اپنی سیاست ختم کردوں گا۔ علاقے کے لوگوں کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا اور کوشش کرتا رہا ہوں۔ قانون ساز اسمبلی سیتا پور

پت اور نواں نگر کے علاقوں میں تمام سڑکیں یا ترقیاتی کام، اگر میں بھومی پوجن کرنے لگوں تو دن رات کام کرنے کے بعد بھی میں نہیں کر پاؤں گا۔ یہ 1 مہینے کے لیے۔ مزید وقت لگے گا۔ بھوپیش بگھیل کی حکومت نے آنگن واڑی کارکنوں کے اعزازیہ میں اضافہ، کوٹواروں کی تنخواہ میں اضافہ، گاؤں کے پٹیلوں کو 7000 روپے، بڑھئیوں، مستریوں، بے زمینوں کو 7000 روپے دینے کا کام کیا ہے۔ میں نے پچھلے 20 سالوں سے علاقے کے لوگوں کے لیے ہر ممکن کام کیا ہے، اگر آپ سب کو اچھا لگا تو میں مستقبل میں بھی آپ کا آشیرواد حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں علاقہ چرنگا کے لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس نہیں ہے۔ تو میں فیکٹری میں پیسہ کہاں سے لگاؤں گا؟ تیرے کرم سے میرے بچے سب آباد ہیں مجھے آپ سب کی خدمت کرنی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ اگر علاقے کے عوام ایلومینیم فیکٹری نہیں چاہتے تو ایلومینیم فیکٹری نہیں لگائیں گے۔ کچھ لوگ یہ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں کہ میرا پیسہ ایلومینیم فیکٹری میں لگایا گیا ہے، یہ سراسر غلط اور گمراہ

روڈ کا بھومی پوجن، ترقیاتی بلاک بٹولی میں چوڑا اور تعمیراتی کام۔ اس موقع پر مقامی فنکاروں نے وزیر شری بھگت کا روایتی انداز میں استقبال کیا۔ اس کے بعد وزیر نے شری بھگت بٹولی میں کسان تنظیموں، آنگن واڑی کارکنوں اور معاونین، پٹیل، کوٹوار سنگھ، متانین اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کی۔ جہاں مذکورہ اہلکاروں نے اعزازیہ میں اضافہ اور نوجوانوں کو بے روزگاری الاؤنس اسکیم کے لیے چھتیس گڑھ حکومت کا شکریہ ادا کیا۔ وزیر مسٹر بھگت نے کہا کہ چھتیس گڑھ حکومت نے ہر گاؤں میں مختلف تعمیرات اور اپ گریڈیشن کے کاموں کے ذریعے ریاست کی ترقی کی راہ ہموار کی ہے۔ بھٹکو سے کردانہ تک سڑک کو چوڑا کرنے سے یہاں کی ترقی کو ایک نئی جہت ملے گی۔ ٹریفک میں آسانی ہوگی۔ پچھلے چار سالوں میں ایسے بے مثال فیصلے لیے گئے جن کے بارے میں اس کے پہلے 15 سال کے دور حکومت میں سوچا بھی نہیں گیا تھا۔ بٹولی کے باشندوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے یقین دلایا کہ ریاست کے سربراہ، ان کے علاقے کے ایم ایل اے، کانگریس حکومت ہمیشہ کسانوں، گاؤں والوں، قبائلیوں اور نوجوانوں کے لیے وقف رہی ہے اور مستقبل میں بھی رہے گی۔ عرفان صدیقی، بدرالدین ایرکی، اتل یادو، تلک بھیرا، سریش چندر گپتا، سندیپ گپتا، پردیپ گپتا پالو سمیت دیگر عہدیداروں نے میٹنگ سے خطاب کیا۔

پروپیگنڈے کی سرکار: شعیب رضا فاطمی

(کانگریس درپن) ایک ایسے دور میں جب پرنٹ میڈیا کو بے وقار کرنے کی ساری سازشیں مکمل ہو چکی ہیں اور ڈیجیٹل میڈیا کے نام سے ایک ایسی برق رفتار میڈیا نے پورے عالم کو اپنی دسترس میں لے لیا ہے کہ قلم اپنی کم مائیگی پر خجل ہے اور اخبار اپنے قاری کی تلاش میں سرگرداں۔ اب خبریں کہیں سے حاصل کرنے سے زیادہ بنائی جاتی ہیں اور حکومت وقت کی ناکامی کو کامیابی کے قصیدے بنا کر، ہزیمت کو سرخروئی بتا کر موٹی موٹی رقم وصول کی جاتی ہے لیکن نہ عوام پر اس کا کوئی اثر ہوتا ہے

اور نہ کوئی تحریک کھڑی ہوتی ہے۔ حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ جس جمہوریت کے زینے پر چڑھ کر ایک معمولی سا شخص ملک کا سربراہ بن جاتا ہے وہی اس زینے کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے درپے ہو جاتا ہے لیکن ملک کے لوگ اسے کرشمائی لیڈر قرار دے دیتے ہیں۔ سیاست کا مفہوم بدل کر رکھ دینے والے ناہنجار لوگوں کا گروہ جنہیں اقتدار حاصل کرنے کی تگ و دو کے سوا کوئی کار خیر کا کام نہیں آتا وہ لیڈر کہلاتا ہے اور کہیں سے کوئی آواز نہیں اٹھتی۔ پورا ملک بے روزگار نوجوانوں

کی جوانی کو گھن لگتے دیکھ رہا ہے لیکن آستھا کی بانسری بجانے میں مست ہے۔اوران کے اس استغراق کو دیکھ کر سیاسی بالشتے گز گز بھر کی زبان سے نفرت کی چنگاریاں اچھال رہے ہیں۔خود کو وشو گرو کی دوڑ میں شامل جس شخص کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ تاریخ میں قطع وبرید سے ملک بڑا نہیں ہوتا بلکہ جغرافیہ میں توسیع کرنے سے ملک بڑا ہوتا ہے۔عوام سے ٹیکس کے نام پر خون چوسنے والے بادشاہوں کے انجام سے ناواقف سیاسی بازیگر کو اپنی تباہی کے قدموں کی دھمک کا احساس بھی کہاں ہوتا ہے۔سوال یہ بھی ہے کہ اگر ایک شخص خود پسند ہے تو کیا اس ملک کی مٹی نے بھی دانشوروں کو پیدا کرنا بند کر دیا ہے؟ کیا گاندھی کی دھرتی گاندھی کا خون پینے کے بعد بانجھ ہو گئی ہے؟ ملک کی بربادی کا تماشہ دیکھنے والے ایک سوتیس کروڑ ہندوستانیوں کو سرنہوڑائے قطار در قطار دیکھ کر تو یہ لگتا ہے کے بے لگام قیادت کے جبر نے سب کے جبڑوں کو توڑ دیا ہے اور اس دھرتی سے قدرت نے اس کا مان ہی چھین لیا ہے۔ملک میں کسی اژدہے کی طرح بیروزگار نوجوان نسل کو نگلتی جارہی ہے لیکن بادشاہ وقت کے خطاب میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔عام انتخاب کی تیاری زوروں پر ہے اور وزیراعظم بی جے پی کے یوم تاسیس کے موقعہ پر بھی صرف اپنی رطب اللسانی میں مصروف ہیں۔اور وہ بھی پردے کے پیچھے سے۔وہ سب کا ساتھ اور سب کا وکاس بھولنے کو تیار نہیں۔اور ملک میں بی جے پی کے لیڈروں، ان کے پسندیدہ میڈیا چینلوں اور ہر دلعزیز تجارتی گھرانوں میں سے کوئی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ 2014 سے اب تک وکاس نام کے کسی معمولی بیل بوٹے کی بھی پیداوار یہاں نہیں ہوئی ہے۔موصوف کہتے ہیں کہ بی جے پی جمہوریت کے بطن سے پیدا ہوئی ہے لیکن جب سے موصوف گدی پر سوار ہوئے ہیں ان کے اور ان کے وزیر خاص کے علاوہ کسی وزیر مشیر کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔جمہوری اقدار کی بات کرنے والے حضرت والا سے گذشتہ ایک ماہ سے حزب اختلاف یہ سوال پوچھ رہی ہے کہ اڈانی سے اپنے رشتہ کی وضاحت کریں لیکن جمہوریت کے بطن سے پیدا ہونے والی پارٹی کو جواب دینے سے پرہیز ہے۔اور کیوں نہ ہو "اڈانی" کا نام لیتے ہی ایک پورے سحر کے ٹوٹ جانے کا یقین ہے، وہ سحر جو 2014 سے ملک پر طاری ہے اور میڈیا کے ذریعہ مسلسل یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ ایک سوتیس کروڑ آبادی مودی کے ساتھ ہے۔اور جیسے ہی اس جھوٹے پرچار کے خلاف کسی چینل یا اخبار نے آواز اٹھائی اس پر ملک سے غداری کا الزام لگا کر بند کر دیا گیا۔ 40 فیصد ووٹ حاصل کر کے جگاڑ سے 303 نشستیں حاصل کرنے والے وزیراعظم کو تاریخ سے کوئی دلچسپی ہوتی تو انہیں معلوم ہوتا کہ اسی ملک کے ایوان میں راہل کے والد راجیو گاندھی کے پاس چار سو سے زیادہ سیٹیں تھیں لیکن اس نے اس کا پرچار کرنے کی جگہ ملک میں کمپیوٹر انقلاب برپا کیا، ٹیلی مواصلات کو عام کیا۔ایمرجنسی کانگریس کے دور اقتدار کا سیاہ صفحہ اس لئے ہے کہ اس میں بولنے اور لکھنے نیز سوال پوچھنے کی آزادی ختم ہو چکی تھی تو پھر ہم موجودہ دور کو ایمرجنسی کا دور کیوں نہیں کہہ سکتے جس میں حکومت وقت سے سوال پوچھنے والوں کو نہ صرف سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے بلکہ ان کی ممبر شپ بھی ختم کر دی جاتی ہے۔

زبان کو سنبھال کر ذرا رکھیے جناب : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(کانگریس درپن) اپنی باتیں دوسروں تک پہنچانے کے جو طریقے ہمیں دیے گیے ہیں، ان میں گفتگو، تقریر، لکچر، ڈائیلاگ، بحث ومباحثہ کو خاص اہمیت حاصل ہے، ہم اپنی باتیں تحریر کے ذریعہ بھی دوسروں تک پہنچاتے ہیں، اور حرکات وسکنات کے ذریعہ بھی، جسے باڈی لنگویج یا اشاروں کی زبان کہتے ہیں، گویا یہ سب چیزیں اظہار کا وسیلہ ہیں۔اسی لیے ٹھوس، مدلل، معقول اور مؤثر گفتگو کی قدر ہر دور میں کی جاتی رہی ہے اور اس کے اثرات قوموں کی تقدیر بدلنے، حکومتوں کے عروج وزوال، سیاسی اتار چڑھاؤ پر لازماً پڑتے رہے ہیں، ادھر کچھ دنوں سے دیکھا جا رہا ہے کہ ہمارے سیاسی رہنما ایسی زبان استعمال کرنے لگے ہیں، جو کسی طرح شرفاء کی زبان نہیں قرار دی جا سکتی، اور یقینی طور پر ان جملوں سے ایک خاص فرد یا طبقہ کی توہین ہوتی ہے، مسلمانوں کو ہندو کہنا، ہندو محمدی کے طور پر متعارف کرانے کا مشورہ دینا، سیکولر لوگوں کو ناجائز اولاد قرار دینا، تمام دہشت گردوں کو مسلمان قرار دینا، بہوجن سماج وادی پارٹی کی صدر کو طوائف، ایم پی ششی تھرور کی بیوی آنجہانی سونندا کو پچاس کروڑ کی گرل فرینڈ قرار دینا، دیش کے غداروں کو گولی مارو سالوں کو اور دنگائی اپنے کپڑوں سے پہچانے جاتے ہیں، سونیا گاندھی کے بارے میں یہ کہنا کہ گوری چمڑی کی وجہ سے وہ کانگریس کی صدر بنیں جیسے جملے، اسی قبیل کے ہیں، ان جملوں کے کہنے والے پر اب تک کوئی کاروائی نہیں ہو سکی ہے اور شاید ہو بھی نہیں، البتہ راہل گاندھی کے اس بیان پر داروگیر ہو گئی ہے کہ رقم لے کر بھاگنے والے سارے کا خاندانی نام مودی ہی کیوں ہے، سورت کی عدالت سے دو سال کی سزا س± نانے کے بعد ان کی رکنیت جا چکی ہے، اور 22 اپریل تک گھر بھی خالی کرنا ہوگا۔اس کے جواب میں جو زبان استعمال کی جا رہی ہے، وہ بھی چنڈو خانے کی زبان ہے، اور یہ ایک غلطی کو دور کرنے کے لیے دوسری غلطی کے ارتکاب کے مترادف ہے۔کیسا لگتا ہے، جب ہمارے سیاست داں بھی اس قسم کے گھٹیا بیانات دیتے ہیں، ایسے میں کس سے امید رکھی جائے کہ ان کے بیانات سماج میں صالح اقدار کو فروغ دے سکیں گے، یہ معاملہ صرف سیاست ہی کا نہیں ہے، بلکہ وہ لوگ جو مسلکی معاملات میں شدت پسند ہیں اور تعصب نے ان کے اندر جڑ پکڑ لیا ہے، مناظروں کے شوقین ہیں، وہ بھی اپنی بات کو ثابت کرتے وقت دوسرے مسلک والوں کا مذاق اڑانے سے باز نہیں آتے، بات مدلل ہو، زبان پاکیزہ ہو تو کوئی حرج نہیں، جس بات کو حق سمجھا جائے، اس کا ذکر کیا جائے، لیکن استہزا، تمسخر، ہرزہ گوئی حق کو ثابت کرنے میں معاون نہیں ہوا کرتے، بلکہ علمی لوگوں کے اندر اس انداز سے نفور پیدا ہوتا ہے، اور وہ ایسی کتابوں کو ہاتھ لگانے اور ایسی تقریروں کو سننے سے گریز کرتے ہیں، اس سے سماجی انتشار اور کبھی کبھی معاملہ قتل وغارت گری تک پہنچ جاتا ہے، یہی حال خانگی نزاعات اور جھگڑوں کا ہے، اس میں بھی جو زبان استعمال کی جا رہی ہے، اسے ہم مہذب نہیں کہہ سکتے، اختلافات ہوتے رہتے ہیں اور اپنے حق کے حصول کے لیے ہر سطح پر جدوجہد کرنی چاہیے، یہ قطعا مذموم نہیں ہے، مگر اس کے لیے جو زبان استعمال کی جائے، کیا ضروری ہے کہ وہ سوقیانہ ہو، مادر، پدر آزاد ہو، جب کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائیں، اسی طرح کوئی عورت دوسری عورت کا مذاق نہ اڑائے، کیونکہ استہزاء ہمیشہ اپنے کو بڑا اور اچھا سمجھ کر کیا جاتا ہے۔